© rasailojaraid.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

اداریہ!

روزہ اور عید!

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اس رکن کی ادائیگی ہر مسلمان عاقل بالغ پر لازم اور اس کی ادائیگی میں غفلت پر اس کا مواخذہ احادیث سے ثابت ہے۔ روزہ کا مقصد قرآن کریم میں لعلکم تتقون بتایا گیا ہے یعنی شہوات کو ختم کر کے خواہشاتِ نفس سے کنارہ کش ہو کر رب کریم کی اطاعت مطلوب ومقصودِ صوم ہے۔ ماہِ صیام میں تراویح کا اہتمام قیام اللیل کی بہترین صورت ہے۔ رمضان المبارک کا پوری دنیا میں ایک ہی دن ہونا تاکہ عید ایک ہی دن ہو سکے یہ کبھی بھی مطلوب ومقصود شریعت نہیں رہا۔ ہاں البتہ یہ خواہشات نفس میں سے ایک خواہش ہی ہے۔ اس کا اسلام کے نظام عبادات سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں۔ بعض لوگ عالم اسلام میں اتحاد و یکجہتی کے فروغ کے خوب صورت نعرے اور سلوگن کے پیش نظر یہ کہتے ہیں کہ پوری مسلم قوم ایک ہی روز عید منائے۔ بظاہر یہ بڑی خوبصورت بات ہے مگر شرعی مزاج سے بالکل میل نہیں رکھتی۔ اگر مسلم قوم کی فلاح واتفاق کا راز اسی میں مضمر ہوتا کہ عالم اسلام کے بلکہ پوری دنیا کے مسلمان ایک ہی روز عید منائیں تو اس کا اہتمام عہد رسالت وخلافت راشدہ میں ضرور کیا جاتا۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ چونکہ اس دور میں مواصلات اور دیگر ذرائع رسل ورسائل اس قدر تیز نہ تھے اس لئے ایسا نہ ہو سکا اور آج جبکہ ہمیں فون فیکس اور میڈیا کے ذریعہ پتہ چل جاتا ہے کہ حرمین شریفین میں عید کس روز ہو رہی ہے تو ہمیں اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

یاد رکھئے عہدِ خلافت راشدہ میں تیز رفتار ڈاک اور پیغام رسانی کا نظام قائم ہو چکا تھا اگرچہ وہ آج کے نظام کے مقابلہ میں سست رفتار سہی تاہم تیز رفتار اونٹنیاں (سانڈنیاں) اس غرض سے استعمال کی جاتی تھیں، متعدد غزوات اور جنگ قادسیہ کے میدان سے لمحہ لمحہ کی خبریں دارالخلافہ بھیجنے کا انتظام تھا۔ اس کے باوجود عیدین ورمضان کیلئے کوئی ایسا اہتمام نہیں کیا گیا کہ مختلف شہروں سے رؤیت ہلال کی خبر دارالخلافہ لانے یا دارالخلافہ کی رؤیت کی خبر دیگر شہروں تک پہنچانے کا وسیلہ بن سکے۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا کہ مدینہ منورہ میں دوسرے شہر (شام) سے چاند ایک روز قبل ہونے کی اطلاع ملنے کے باوجود حبر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الامت حضرت ابن عباسؓ نے دوٹوک کہا ہم تو اپنی رؤیت کے حساب سے روزے رکھیں گے اور اپنی رؤیت کے حساب سے عید کریں گے۔ صحیح مسلم کی کتنی واضح روایت ہے کہ ''حضرت کریبؓ کسی کام سے ملک شام گئے ہوئے تھے وہاں انہوں نے دیگر مسلمانوں کے ساتھ رمضان شریف کا چاند جمعرات کو غروب آفتاب کے بعد دیکھا اور سب نے جمعہ کو پہلا روزہ رکھا۔ پھر حضرت کریب مدینہ منورہ آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اہل مدینہ نے ہفتہ کے روز سے روزے رکھنا شروع کئے ہیں۔ وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس گئے اور ان سے ذکر کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا تم نے خود چاند دیکھا تھا؟ کریب نے کہا ہاں! میں نے خود چاند دیکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی دیکھا اور سب لوگوں نے دیکھا اور میں نے دیکھا اور سب نے جمعہ کو پہلا روزہ رکھا اور حضرت معاویہ نے بھی جمعہ کو پہلا روزہ رکھا۔ حضرت کریب نے جناب امیر معاویہؓ کا ذکر بطور خاص اس لئے کیا کہ وہ اس وقت مسلمانوں کے امیر تھے، حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہم نے ہفتہ کا روزہ رکھا ہے اور ہم (اسی حساب سے) یا تو تیس روزے پورے کریں گے یا پھر ہم کو چاند نظر آ جائے (تو اس صورت میں انتیس روزے ہوں گے) حضرت کریبؓ نے کہا، کیا امیر معاویہ کا چاند دیکھنا اور روزہ رکھنا آپ کیلئے کافی نہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا ''نہیں'' کیونکہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے یونہی حکم دیا ہے۔

عہد صحابہ میں مسلمانوں کے زیر اثر دو شہروں اور اسلامی ریاست کے دو اہم مراکز شام اور مدینہ منورہ میں دو مختلف دنوں میں آغاز رمضان کی یہ روایت اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ مختلف شہروں یا ملکوں میں آغاز رمضان یا عید میں یکجہتی پیدا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں۔ اگر اس کی کوئی شرعی حیثیت ہوتی تو جناب ابن عباسؓ جیسے عظیم مفسر و محدث وقت اور جلیل القدر صحابی اس کی ضرور رعایت فرماتے مگر ان کے نزدیک اس ظاہری وصوری یکجہتی کی بجائے حقیقی یکجہتی کی اہمیت زیادہ تھی اور وہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات پر عمل کو مقدم رکھا جائے اور لوگ جہاں کہیں بھی ہوں حکم خدا اور رسول کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔

پورے عالم اسلام میں یا کم از کم عالم اسلام کے اکثر ممالک میں ایک ہی روز عید منانے کے مسئلہ پر ایک عرصہ سے غور ہو رہا ہے اور مختلف ممالک میں اس پر کانفرنسیں اور سیمینارز بھی ہو چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں نومبر ۱۹۷۸ء میں ایک کانفرنس استنبول (ترکی) میں ہوئی تھی جس میں قمری مہینوں کے آغاز اور عیدوں میں یکسانیت پیدا کرنے پر اظہار خیال کیا گیا تھا۔ اسی طرح کویت میں اور پھر ملائشیا میں اسلامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملکوں کے وزراءِ مذہبی امور نے بھی اپنے اجلاسوں میں گفتگو کی۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے ۱۹۸۶ء میں عمان میں ایک اجلاس میں اس پر غور کیا اور اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کے ۲۵ویں اجلاس میں بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا۔ ان تمام فورمز (Forums) پر جس بات پر اتفاق رائے ہوسکا وہ یہ تھی کہ ایک ایسا مشترکہ اسلامی کیلنڈر بنایا جائے جس سے اسلامی ممالک میں قمری مہینوں کی تواریخ منضبط کی جاسکیں۔ تاہم عیدین اور رمضان المبارک کا آغاز واختتام شرعی طریقہ رویت ہی سے ہر ملک میں ہوا کرے۔

گویا یہ بات پوری مسلم دنیا کے اسکالر تسلیم کرتے ہیں کہ ایک شکلی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے قمری کیلنڈر بنایا جاسکتا ہے مگر عملاً پورے عالم اسلام میں ایک ہی روز عید کا اہتمام اختیاری مسئلہ نہیں بلکہ رویت ہلال پر موقوف ہے۔

پوری دنیا میں ایک ہی دن عید کرانے میں سرگرم کون ہے اور کیوں ہے؟

ہم نے اس مسئلہ پر غور کیا کہ پوری دنیا میں ایک ہی دن عید کرانے کے سلسلہ میں سرگرمی آخر کس طبقہ میں ہے؟ غریب طبقہ میں؟ متوسط میں یا امیر طبقہ میں...... تو ہم نے ایک سروے کنڈکٹ کرایا جس سے ہم اس نتیجہ تک پہنچے کہ **غریب طبقہ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ پوری دنیا میں عید ایک ہی دن ہو،** بلکہ اسے جس بات سے غرض ہے وہ یہ کہ عید ہو اور شریعت کے مطابق ہو، اس میں کوئی ڈنڈی مار کر اسے ایک آدھ دن آگے پیچھے نہ کردے۔ انہیں صرف اس بات کی تشویش رہتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس دن ابھی رمضان کا ایک روزہ باقی ہو اس دن عید کرادی جائے اور وہ روزہ نہ رکھ کر گناہگار ہوں...... یا ایسے دن عید ہوجائے کہ ان کا ایک روزہ رمضان کا چاند دیکھنے میں غلطی کی وجہ سے رہ جائے اور ۲۸ویں روزے چاند نظر آجائے۔

متوسط طبقہ کو صرف شاپنگ کے لئے وقت نکالنے کا مسئلہ درپیش ہے متوسط درجے کے لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ بھئی عید تو کسی بھی روز کرلو مگر انہیں بروقت بتادو کہ عید کس روز ہوگی تاکہ وہ چاند رات کو اطمینان سے اپنی بیگمات اور بچوں کے ساتھ جاکر انہیں عید کی اشیاء دلواسکیں، ان کا کہنا تھا کہ یہ جو اچانک کہا جاتا ہے کہ کل عید ہوگی اور پھر اعلان ہوتا ہے کہ نہیں ہوگی اس سے بڑی بدمزگی پیدا ہوتی ہے اور ہم مصروف لوگ ہیں ہمارے لئے اس میں دشواری ہے۔ اور ایک بات جس سے متوسط طبقہ کو بہت زیادہ چڑ ہے وہ یہ کہ کبھی رات کے بارہ ایک بجے کے بعد یا سحری کے وقت اعلان ہورہا ہو کہ صبح عید ہے روزہ نہ رکھیں تو اب بتایئے بھلا شاپنگ کرنے کا کب موقع ملے گا؟ اور عید پر کیا پہنا اور پکایا جائے گا۔

☆اذا مت عطشانا فلا نزل القطر...... دنیا پس مرگ من، چہ دریا چہ سراب!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تیسرا طبقہ امیر طبقہ یا برگر کلاس طبقہ ہے اس کے لوگوں کی بے چینی دراصل یہ ہے کہ یہ سرمایہ دارانہ ذہنیت کے لوگ ہوتے ہیں ان میں تاجر طبقہ زیادہ کوشش میں رہتا ہے کہ عید ایک ہی دن ہو جائے اور یہی سرمایہ دار طبقہ ایک عرصہ سے اپنا پیسہ خرچ کر کے ایک عید کے سلسلہ میں دنیا بھر کے مہنگے ترین ہوٹلوں میں سیمنارز اور کانفرنسوں کا اہتمام کراتا ہے۔ اور مسلم دنیا کے زعماء سے ہر صورت ایک ایسا فکس کیلنڈر بنوانے کی تگ و دو میں ہے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ ہر سال عید فلاں تاریخ کو یقینی ہوگی۔

ان کا خیال ہے کہ اگر دس بیس سال کا یا دائمی کیلنڈر کوئی ایسا بن سکے جس سے عید کا تعین کر دیا جائے تو اس سے بڑھ کر ان کے فائدہ کی اور کوئی بات نہیں۔ اسی کو یہ مسلم امہ کا فائدہ اور یکجہتی وغیرہ کے سلسلہ میں پیش قدمی قرار دیتے ہیں، حالانکہ دراصل اس میں ان کی سرمایہ دارانہ ذہنیت کارفرما ہے کہ ایک ہی دن عید ہو جانے سے دنیا بھر میں سفر کے لئے فلائٹس کی بکنگ کا مسئلہ حل ہو جائے گا اور اپنی مرضی کا کرایہ لوگوں سے وصول کر سکیں گے۔ تاریخ مقرر نہ ہونے سے یہ ہوتا ہے کہ اگر بالفرض بعض لوگوں نے سیٹ بک کرائی لندن سے پاکستان آ کر عید کرنے کے لئے ۳۰ روزوں کے لحاظ سے اور عید ہو گئی ۲۹ ویں روزے تو وہ سیٹیں منسوخ کرا دیں گے جس سے ائرلائنوں کو نقصان ہوگا۔ اسی طرح دیگر کمپنیاں جو کاروباری ایام میں کروڑوں نہیں اربوں کماتی ہیں عید کے ایک روز نہ ہونے سے عید کے موقع پر ایک دن نہیں بلکہ دو یا دو سے زیادہ دن ان کا کاروبار متاثر ہوتا ہے جس سے بقول ایک شپنگ لائن کے مالک کے اربوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ صرف ایک نٹی کو لے لیں جس پر کسی بحری جہاز سے سامان اترتا ہے، اگر ایک دن عید ہو تو چھٹی بھی ایک ہی ہوگی، یا زیادہ سے زیادہ دو دن، لیکن اگر عید دو دن ہوئی تو چھٹیاں تین ہوں گی اور تین دن نٹی بند رہے گی۔ اور جہاز تین دن زیادہ کھڑا رہے گا جس سے لاکھوں کروڑوں کا نقصان ہوگا۔ جو تاجر طبقہ کو برداشت نہیں۔ یہی وہ ذہنیت ہے جو بعض کارخانوں میں نمازی ورکروں کو کام نہیں دیتی کہ یہ نماز پڑھنے جاتے ہیں اتنی دیر کام نہیں کرتے۔ اور تو اور مسلم عرب ملکوں میں اسی سبب سے انڈیا کے مزدور/ورکرز زیادہ مقبول ہیں کہ وہ نماز روزہ نہیں کرتے جس سے کام متاثر نہیں ہوتا۔ جبکہ کفیلوں کے بقول مسلم مزدور نماز روزے اور حج عمرے کے چکر میں رہتا ہے جس سے مالک کا کام کچھ دیر کو متاثر ہوتا ہے۔

بینکنگ سیکٹر کے لوگوں خصوصاً بینک مالکان اور فنانشل اداروں کے مالکوں کو بھی ایک روز عید نہ ہونے سے زبردست کاروباری نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اسی طرح دیگر مالیاتی اداروں کو بھی بیرونی دنیا سے ٹریڈنگ اور دیگر ٹرانزیکشنز سے حاصل ہونے والی آمدن پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

☆......پس از من گو جہان را آب گیرد......☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چنانچہ اس سروے کے نتیجہ میں یہ بات واضح ہوئی کہ بین الاقوامی سطح پر ایک عید کے لئے سرگرم ومتحرک سرمایہ دار طبقہ ہی ہے اسی کے نمائندے اسمبلیوں میں اس پر بولتے، اورانہی کے خریدے ہوئے لوگ پرنٹ میڈیا میں شد ومد سے اس موضوع پر لکھتے اورانہی کے اشتہارات پر چلنے والے میڈیا چینلز ان کی حمایت میں ہمیشہ شور مچاتے دکھائی دیتے ہیں اوراس مسئلہ کو بڑا ہی گھمبیر بنا کر پیش کرتے ہیں تاکہ اسے عوامی حمایت حاصل ہوسکے مگر تاحال ایسا نہیں ہوسکا اور جس روز ایسا ہوگیا، تو پھر رمضان المبارک کی باری بھی آئے گی اورعیسائیت کی طرح مسلمان روزوں کے لئے بھی کوئی چھوٹے دنوں اور ٹھنڈے موسم کامہینہ مقرر کرنے کی بات کریں گے...... مگراس پر اتفاق شاید نہ ہوسکے کہ مشروبات بنانے والی کمپنیوں کواس سے شدید خسارہ ہوگا جبکہ چائے اورگرم اشیاء مہیا کرنے والے فائدہ میں رہیں گے اسی طرح ٹیکسٹائل انڈسٹری میں گرم کپڑا تیار کرنے والی فیکٹریاں فائدہ میں رہیں گی کیونکہ عید کے لئے گرم کپڑوں کی خریداری میں اضافہ ہوگا جبکہ لان کاٹن اور دیگراسی نوعیت کے کپڑے بنانے والی ملیں اوران کے مالکان خسارے میں رہیں گے۔اس طرح خود سرمایہ دار طبقے میں ایک کشمکش پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے، چھ روزہ، دس روزہ اور تین روزہ تراویح کے پیکج متعارف کرا رکھے ہیں تاکہ کاروباری نقصان کم سے کم ہو۔

اوریہی وہ طبقہ ہے جس نے ایگزیکٹو کلاس حج متعارف کرایا ہےاورانہی نے سعودی حکمرانوں کو یہ فکر عطا کی کہ سستی سستی رہائش گاہیں حرمین شریفین کے آس پاس سے ختم کرکے فائیو اسٹار ہوٹلز اور ایگزیکٹو پلازے تعمیر کئے جائیں اورحج وعمرہ پرآنے والوں سے دولت کمائی جائے۔اب جب ان سعودی شہزادوں سے جنہوں نے یہ بڑے بڑے پلازے تعمیر کئے ہیں کوئی یہ بات کہتا ہے کہ اس سے متوسط اور غریب طبقہ کےلوگوں کو بڑی دشواری ہورہی ہے وہ مہنگی رہائش برداشت نہیں کرسکتے تو جواب ملتا ہے کہ غریبوں کو ادھرآنے کی ضرورت کیا ہے؟ عمرہ وحج تو صاحب استطاعت پر ہے۔ بالکل بجا فرماتے ہیں آپ، غریب آدمی آئے گا تو مارکیٹیں اور بازار کیسے چلیں گے اس کی تو قوت خرید ہی نہیں ہے۔ لہٰذا امیروں کو ہی آنا چاہیئے تاکہ اربوں ڈالرز کی سرمایہ کاری سے تعمیر ہونے والے پلازوں میں ٹھہریں، کروڑوں کی مالیت کی دکانوں میں جائیں اورکم ازکم لاکھوں میں تو خریداری کریں...... یہ ہے سرمایہ دارانہ ذہنیت جس نے ہمارے متوسط درجے کے طبقہ سے حج وعمرہ کی سعادتیں چھین لی ہیں۔اسی کو عید ایک دن نہ ہونے کاغم کھائے جارہا ہے۔

☆اذا یئس الانسان طال لسانہ...... کسنور مغلوب یصول علی الکلب☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ مشتے نمونہ ازخروارے محض چند مثالیں تھیں جن کا ہم نے تذکرہ کیا ورنہ سرمایہ داروں کے نقصانات ومنافع کی ایک طویل فہرست ہے جو رمضان اور عید کے چاند کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور یہی محرک اعظم ہے پورے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں ایک ہی عید کرنے کرانے کا...... جبکہ شریعت میں ایسی کوئی خواہش نہیں کہ عید ساری دنیا میں ایک ہی دن ہوا کرے۔ کیونکہ عید یوم عبادت ہے اور عبادات کا تعلق وقت کے ساتھ ہے حتیٰ کہ نماز کے بارے میں بڑا واضح حکم ہے کہ **ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا......** تو جب نماز کا تعلق وقت کے پائے جانے کے ساتھ ہے، تو اسی طرح نماز عید کا تعلق بھی وقت کے پائے جانے کے ساتھ ہے، جہاں جہاں جس جس روز اس کا وقت پایا جائے گا وہاں وہاں عید ہوگی دوسری جگہوں پر نہیں ہوگی۔ یہ ایک سادہ سی بات ہے مگر افسوس کہ اس پر ملکی صحافت کے بڑے بڑے جغادری عجیب وغریب فلسفے بگھار رہے ہیں۔

جناب مجیب احمد کی کتاب

جنوبی ایشیا کے اردو مجموعہ ہائے فتاویٰ

(۱۹......۲۰ ویں صدی عیسوی)

☆

ایک تاریخی دستاویز

☆

ناشر: **نیشنل بک فاؤنڈیشن** اسلام آباد

☆......ہر کہ دست از جان بشوید......ہر چہ در دل دارد بگوید......☆

© rasailojaraid.com